بفیض حضور مفتی اعظم شاہ مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمہ

مقالۂ نورانی

از:- خلیفہ حضور مفتی اعظم علامہ بدر الدین احمد قادری رضوی

یا محمد کہنا کیسا؟
حضور کو کملی والا کہنا کیسا؟
مقالہ کلمات تصغیر

شائع کردہ
رضا اکیڈمی ممبئی
۱۲۶ کامبیکر اسٹریٹ، ممبئی ۳
فون:- ۲۷۳۷۶۸۱
سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۱۱

بفیض: شہزادہ اعلیٰحضرت سرکار حضور مفتی اعظم بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

عطیۂ ربانی

در

مقالۂ نورانی

از

بدرالعلماء مصنف "سوانح اعلیٰحضرت" علامہ مولانا

مفتی بدرالدین احمد قادری رضوی نوری

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: مولانا عبدالصمد القادری الرضوی خادم مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ

رضا نگر روڈ۔ رفیع گنج۔ ضلع اورنگ آباد بہار

شائع کردہ

رضا اکیڈمی ۲۶ کامبیکر اسٹریٹ ممبئی ۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا ۔ نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا
وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

کلماتِ تصغیر کا اِستعمال

سرکارِ مصطفےٰ صلّی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کی شان میں کیسا ہے؟

اللہ تعالیٰ جَلَّ مَجْدُہٗ کی ہر شان بڑی نرالی، اس کی ہر صفت بہت انوکھی نہایت عجیب وغریب نادر و بدیع ہے۔ وہ ہر چیز دیکھتا ہے مگر آنکھ سے پاک ہے۔ ہم لوگ آواز دھوا نہیں دیکھ سکتے مگر وہ آواز دھوا بھی دیکھتا ہے۔ وہ ہر چیز سنتا ہے لیکن کان سے پاک ہے۔ وہ کلام

کرتا ہے مگر زبان سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز جانتا ہے مگر ذہن سے پاک ہے۔ وہ ہر چیز پہچانتا ہے لیکن دماغ سے پاک ہے۔ وہ اپنے ہر وصف میں وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ، بے ہمتا ویکتا ہے۔ وہ عالِم ہے، قادر ہے، مالک ہے۔ اس طرح کہ عالِم ہونے میں اکیلا، قادر ہونے میں تنہا، مالک ہونے میں یکتا ہے۔ وہ خالق ہے۔ اِلٰہ ہے، اس طرح کہ صفتِ خالقیت میں یگانہ اور وصف الوہیت میں متوحد ومنفرد ہے۔ جَلَّ جَلَالُہٗ وَتَعَالٰی شَانُہٗ

وہ اس امر کا اختیار رکھتا ہے کہ اپنے بندوں کو اپنی بعض صفات کا عکس وجلوہ عطا فرمائے۔ مثلاً وہ عالم ہے، اپنے بندوں کو عالم بنا سکتا ہے۔ وہ قادر ہے اپنے بندوں کو قادر بنا سکتا ہے۔ وہ مالک ہے اپنے بندوں کو مالک بنا سکتا ہے۔ وہ عجز وبے بسی سے پاک ہے۔ اور ہاں اس کی بعض صفتیں ایسی بھی ہیں جن کا عکس وجلوہ بندوں پر واقع ہونا محال ہے۔ مثلاً وہ خالق ہے۔ معدوم ونیست اشیاء کو وجود وہستی بخشنا اسی کا کام ہے۔ اور وہ اِلٰہ ہے۔ ساری کائناتِ عالَم پر خدائی کرنا اُسی کی شان ہے۔ تو چوں کہ بندہ حادث ومخلوق ہے اور کوئی مخلوق شئی، خالق اور خدا نہیں بن سکتی اس لئے اِن دونوں صفتوں کا عکس بندہ کو حاصل ہونا محال ہے۔

پھر جہاں اس قادر ومختار رَبُّ الْعِزَّۃِ تَعَالٰی شَانُہٗ نے اپنے بہتیرے بندوں کو اپنی بہت سی صفتوں کا عکس بخشا ہے، وہاں

اس نے اپنی صفت اَحَدِیَّتْ (یکتائی) کا عکس اپنے محبوب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ چنانچہ اس نے ساری کائنات کے وجود سے پہلے اپنے محبوب کا نور پیدا کیا پھر سرکار ہی کے نور سے عالم کی یکے بعد دیگرے ہر چیز پیدا فرمائی تو سرکار، اوّل مخلوق ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے اپنے حبیب سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خَاتَمُ النَّبِیّٖنْ بنایا تو سرکار آخِرُالْاَنْبِیَاء ہونے میں تنہا اور بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنْ قرار دیا تو سرکار رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنْ ہونے میں یگانہ ومنفرد ہیں۔ اس نے سرکار کو سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنْ بنایا تو سرکار سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنْ ہونے میں یکتا و بے ہمتا ہیں۔ اس نے سرکار کو اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْنْ بنایا تو سرکار اَفْضَلُ الْعٰلَمِیْنْ ہونے میں تنہا و بے ہمتا ہیں۔

اعلیٰحضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دیوان حدائقِ بخشش میں حضرت جبریلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ قول جسے انھوں نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا تھا، نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

یہی بولے سِدرہ والے چمنِ جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پائے کا نہ پایا
تجھے اِک نے اِک بنایا

یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے باشندہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا جس کا حاصل یہ ہے کہ یا رسول اللہ میں نے کائنات کی ساری آبادیوں کو چھان ڈالا۔ ایک سے ایک رتبہ والے کا مشاہدہ کیا مگر اُن میں کسی کو بھی آپ کے مرتبہ کا نہ پایا۔ تو اس چھان بین کے بعد حرفِ آخر یہ ہے کہ آپ کو یکتا خدائے تعالیٰ نے یکتا پیدا کیا ہے تو آپ کی برابری کا کوئی دوسرا کیوں کر ہو سکتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی رَسُوْلِنَا الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِيَّۃُ۔

جہاں اس مالک الملک ربّ العزت نے اپنے یگانہ و بے ہمتا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زمین و آسمان کی بادشاہت عطا فرما کر حضرت سیدنا جبرئیل امین و حضرت سیدنا میکائیل کو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آسمانی وزیر و حضرت سیدنا صدیق اکبر و فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سرکار کا زمینی وزیر مقرر کیا وہیں اس نے سرکار اقدس کی بارگاہِ قدس کے آدابِ شاہی بجالانے کا قانون و ضابطہ، دستور و قاعدہ خود ہی بنا کر نافذ فرمایا۔ چنانچہ بارگاہِ رسالت میں حاضری دینے والوں کو حکم دیا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم میرے نبی کی بارگاہِ عظمت میں پست آواز سے بات کرو، زور سے نہ بولو اور گفتگو میں جو کلمہ و لفظ استعمال کرو وہ ادب و تعظیم میں ڈوبے ہوئے ہوں یہاں تک کہ میرے نبی کی شانِ رفیع میں اس لفظ کے بولنے سے بھی قطعی پرہیز کرو جس کا ایک معنی ادب و عظمت والا ہو لیکن اس کا دوسرا معنی بے ادبی کا پہلو رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

یعنی اے ایمان والو ! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے اعمال اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (ترجمہ رضویہ پارہ ۲۶)

اور دوسری جگہ ارشادِ الٰہی ہے :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا ۚ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ

یعنی اے ایمان والو ! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

(ترجمہ رضویہ پارہ اوّل)

ترمذی شریف ، باب المناقب ، جلد ثانی ، ص ۲۱۱ میں ہے :۔

عَنْ أَبِي سَعِيدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَلَهُ وَزِيرَانِ مِنْ أَهْلِ السَّمَاءِ

وَوَزِيْرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ۔

یعنی حضرت ابو سعید خدری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہے کوئی نبی مگر اس شان کا کہ اس کے دو وزیر باشندگانِ آسمان میں سے اور دو وزیر باشندگانِ زمین میں سے ہیں۔ اب رہے باشندگانِ آسمان میں سے میرے دو وزیر، تو وہ جبرئیل ومیکائیل ہیں اور رہے باشندگانِ زمین میں سے میرے دو وزیر تو وہ ابوبکر وعمر ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

از ابتدائے آفرینش عالم تا ایں دم پوری کائنات میں کیا کوئی ایسا شہنشاہ ہوا ہے جس کے دربار کے آداب شاہی کے قانون وضابطہ کو خود اللہ رب العزۃ جل مجدہ نے مقرر کیا ہو اور اس کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا ہو، نہیں نہیں ہزار بار نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ سرکار اعظم پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی خداداد شہنشاہیت میں بھی یگانہ، منفرد، ممتاز، بے ہمتا ویکتا ہیں وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ جَلَّ شَانُہٗ۔

رَاعِنَا اور اُنْظُرْنَا والی آیتِ کریمہ نے ڈنکے کی چوٹ اعلان کردیا اور صاف صاف بتادیا کہ سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں ادب سے گرے ہوئے الفاظ یا قبیح معنی والے کلمات بولنے کی ہرگز ہرگز گنجائش نہیں۔ اور جو نہ مانے وہ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کے مصداق میں

قطعی دائمی ہو جائے گا۔ وَالعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ مِنَ الکُفرِ وَالطُّغوٰی۔

اور جب شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عظمت کے حق میں رَاعِنَا کا کلمہ بولنا حرام و کفر قرار پا چکا تو اس بارگاہِ جلال کی شان میں تصغیر کا کلمہ استعمال کرنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟ رَاعِنَا کا کلمہ تو ادب والا ہے۔ اس کا اردو میں ترجمہ یہ ہے۔ "ہماری رعایت فرمائیں" یعنی ہم پر مہربانی کریں۔ صحابۂ کرام جب سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کسی قول کو پوری طرح سن نہ پاتے تو یوں عرض کرتے:

رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

اے اللہ کے رسول ہم پر مہربانی فرمائیں۔ یعنی اپنے قول کو دوبارہ سنا دیں۔ حضرت صحابہ جب حضورِ سرکار کی شان میں یہ کلمہ بولتے رہے لیکن جب بعد میں گستاخِ رسالت منافقین اس لفظ رَاعِنَا کو اَلمُتَنَبِّی کی مراد سے کر بولنے لگے تو بارگاہِ احدیت جل جلالہ نے بآں حلم و کرم منافقین کے اس نفاق کو برداشت نہ فرمایا اور عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حمایت میں فرمان نافذ کیا، جس کا حاصل یہ ہے کہ اب میرے مصطفےٰ کی بارگاہ میں رَاعِنَا کا کلمہ بولنا شدید ترین جرم ہے۔ اور جو نہ مانے اس کے لیے دردناک سزا ہے۔

اور یہ تصغیر کا لفظ تو وہ اسی لئے وضع کیا گیا ہے کہ کسی شے کو حقیر و بے قدر بتائے۔ مثلاً: حاجی کی تصغیر حجیا۔ مولانا کی تصغیر مُولنُوا، سیٹھ کی تصغیر سیٹھوا، سیٹھلی، پردھان کی تصغیر پَرْدَھنُوا، پردھنی،

عالم کی تصغیر علمٹی ۔ حافظ کی تصغیر حُفظُلی ۔

لیکن یہ امر بھی قابلِ تسلیم اور واقع کے مطابق ہے کہ تصغیر کا لفظ ہمیشہ تحقیر ہی کے لیے نہیں بولا جاتا ، بلکہ کبھی محبت ، پیار اور دُلار کے اظہار کے لیے بھی آتا ہے ۔ جیسے بچہ کی تصغیر بچوا ۔ بہن کی تصغیر بہنی ۔ بھائی کی تصغیر بھیا ۔ بلکہ کسی شئے کو جسامت والا یعنی بڑا بتانے کے لیے بھی کلمۂ تصغیر آتا ہے ۔ مثلاً : ناک کی تصغیر نکڑا ۔ جو بھاری بھرکم ناک کے حق میں بولا جاتا ہے ۔ اور چادر کی تصغیر چدرا ۔ جو بڑی چادر کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔

اور جب یہ امر واضح اور بے پردہ ہو گیا کہ کلمۂ تصغیر اصل میں تحقیر اور استخفاف کے لئے وضع ہوا ہے تو بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں براہِ راست یا بالواسطہ اس کا استعمال کرنا راعِنَا سے کہیں زیادہ شرعًا ممنوع رہے گا ۔ کیوں کہ رَاعِنَا کی اصل وضع تحقیر کے لئے نہیں ، اس کی ممانعت کا سبب ایک بالائی عارضی امر ہے ۔ اور رہی کلمۂ تصغیر کی اصل ساخت اور بناوٹ تو وہ معنی تحقیر ہی کے لئے ہے ۔ پھر یہی وجہ ہے کہ پیشوایانِ دین فقہائے شریعت نے کلمۂ تصغیر کی اصل وضع پر نگاہ رکھ کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں اس کا بولنا اگر بطور تحقیر ہو تو صریح کفر قرار دیا ہے اور اگر بطور محبت ہو تو سخت ممنوع وحرام ٹھہرایا ہے ۔ مثلاً : سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس چادر کو چدریا ۔ سرکار کے مقدس راستہ کو ڈگریا ۔ سرکار کے بابرکت نگر کو نگریا ۔ سرکار کے چہرۂ انور کو مکھڑا ۔ سرکار کی مقدس آنکھ کو انکھڑیا

سرکار کے مقدس آنگن کو انگنوا۔ سرکار کے مبارک دروازہ کو دُوریا۔ سرکار کی قدسی نظر کو نظریا اور نجریا۔ سرکار کے مقدس کا شانہ کو بکھریا۔ سرکار کے مقدس کمبل کو کملی یا کملیا۔ سرکار کے مقدس بال کو بلوا۔ سرکار کی ذاتِ قدسی کو عربی سنوریا یا عربی سجنوا۔ بولنا، پڑھنا اور لکھنا تحقیر کی صورت میں کفر اور محبت کی صورت میں کفر نہیں مگر حرام ضرور ہے۔

سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رسولِ اعظم ہیں۔ فقہائے اسلام نے تو سرکار سے نسبی تعلق رکھنے والے سادات کرام اور سرکار کی نیابت والے علمائے دین کے حق میں بطور تحقیر کلمۂ تصغیر بولنے والے کو کافر ٹھہرایا ہے۔ فقہ کی جلیل القدر کتاب مَجْمَعُ الْاَنْهُر شرح مُلْتَقَى الْاَبْحُر میں ہے:۔

الاستخفاف بالاشراف والعلماء کفر ومن قال لعالم عویلم او لعلوي علیوی قاصدا به الاستخفاف کفر ہ (منقول از فتاوٰی رضویہ، جلد ششم، ص ۲۶)

یعنی آلِ رسول ساداتِ کرام و علمائے دین کی تحقیر و بے قدری کرنا کفر ہے۔ اور جو شخص تحقیر کا قصد کرتے ہوئے کسی عالمِ دین کے حق میں علمکی یا مولویا کہے یا کسی علوی کے حق میں (کلمۂ تصغیر) علویا بولے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی علیہ الرحمۃ والرضوان عقائد اہلِ سنت کی کتاب "المعتقد المنتقد" مطبوعہ استنبول ترکی ص ۱۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

قَالَ بَعْضُ العُلَمَاءِ لَوْقَالَ لِشَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شُعَیْرٌ فَقَدْ کَفَرَ۔

یعنی علماء دین نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک بال کو بلوا کہے تو بے شک وہ کافر ہو گیا۔

پھر مذکورہ بالا متن کی شرح کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "المعتمد المستند" ص۱۵۱ میں تحریر کرتے ہیں:۔

"ای بالتصغیر علی وجہ التحقیر وقدمنا ان التصغیر فیما یتعلق بہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ممنوع مطلقا۔ وان کان علی جہۃ المحبۃ بل قد یجئ للتعظیم ومثالہ فی لساننا "ناکڑا" فی تصغیر "ناک" ای الانف لا یقال الا فی الانف الجسیم ومع ذلک فالایہام کاف فی المنع والتحریم وقد نہی العلماء ان یقولوا مُصَیْحِفٌ اَوْ مُسَیْجِدٌ فلیجتنب ما اقتحمہ بعض الشعراء الذین ھم فی کل واد یھیمون من قولھم فی النعت الکریم مکھڑا۔ او انکھڑیاں۔ وامثال ذلک۔"

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس بال کو

اس کی تصغیر کرتے ہوئے حقارت کے طور پر "بلوا" کہنے والا ضرور کافر ہوگیا اور ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے نسبت رکھنے والی چیزوں کے حق میں تصغیر کا لفظ بولنا ہر طرح ناجائز ہے اگرچہ پیار، محبت کے طور پر ہو بلکہ تصغیر کا لفظ کبھی تعظیم کے لئے بھی آتا ہے اور اس کی مثال ہماری "اردو" زبان میں ناکڑا ہے جو ناک کی تصغیر ہے۔ ناکڑا کا لفظ صرف بھاری بھر کم بڑی ناک کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ اور باوجود اس کے (کہ تصغیر کا لفظ بطور محبت بھی بولا جاتا ہے) لیکن پھر بھی معنی وضعی اصلی کا دھیان آسکنا اس کو ممنوع وحرام قرار دینے کے لئے کافی ہے اور بے شک (مصحف کو) مصحفوا کہنے یا (مسجد کو) مسجدیا بولنے سے علمائے دین نے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا مکھڑا یا انکھڑیاں اور اس جیسے دوسرے کلمات تصغیر جنہیں ہر وادی ہر نار میں بھٹکنے والے بعض شعرا نے نعت شریف میں گھسیڑ رکھا ہے ان سے بچنا، پرہیز کرنا لازم ہے۔

اب ہم عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے حقوق کے تحفظ کی خاطر ہندوستان کے نعت گو شعراء جناب بیکل صاحب بلرام پوری قادری رضوی عزیزی، جناب اجمل صاحب سلطان پوری، جناب شمس الٰہ آبادی، اور جناب مولانا عبدالوحید صاحب قادری رضوی حشمتی ساکن پیپرا شریف ضلع گونڈہ، کو اس امر کی یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ آپ حضرات کے نعتیہ کلام میں شہنشاہِ عرش و دنا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ذاتِ اقدس سے متعلق اور سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں تصغیر کے الفاظ

جگہ جگہ استعمال ہوئے ہیں۔ آپ حضرات کی سنیت کے پیشِ نظر حسنِ ظن صحیح ہے کہ آپ حضرات اپنے نعتیہ کلام میں زیرِ بحث کلمات تصغیر صرف بطورِ محبت ہی استعمال کئے ہیں۔ لیکن چوں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ بارگاہ میں بطورِ محبت بھی زیرِ بحث تصغیر کا استعمال حرام ہے شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اس لئے آپ حضرات اپنا دین سدھارنے اپنی عاقبت سنوارنے اور عظمتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا سے سچی وفاداری نکھارنے کے لئے اس بدعتِ سیئۂ منافیِ عظمتِ نبویہ کے ازالہ کی فکر شدید کریں۔

جب تک سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس اہم شان کی پہچان نہ کرادی گئی تھی اس وقت تک ناواقفیت کا سہارا لیا جاسکتا تھا مگر اب جب کہ زیرِ بحث تصغیر کی ممانعت کے سلسلے میں عقائد و فقہ کی کتابوں سے علمائے دین اور اعلیٰ حضرت کے ارشادات پیش کردیئے گئے تو بارگاہِ سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کی عظمت و رفعت کے سامنے سرکار کے ہر وفادار غلام کو بے چون و چرا سرِ تسلیم خم کر دینا ضروری ہے۔

اور ہاں ہوشیار! خبردار! کہیں ایسا نہ ہو کہ عظمتِ نبوت کا سب سے پہلا اور بڑا دشمن "ابلیس" دل میں یہ وسوسہ ڈالے کہ جس طرح ایک صاحبِ علم اپنی شستہ شگفتہ ادبی زبان میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدحت و تعریف کرنے کا حق رکھتا ہے یوں ہی کم علم والا گنوار بھی جذبۂ محبتِ رسول سے متاثر ہو کر اپنی ژولیدہ زبان اور کھڑی دیہاتی بولی میں سرکار کی محبت و عظمت کا گیت گا سکتا ہے۔ لہٰذا سرکار کے حق میں زیرِ بحث کلماتِ تصغیر کا استعمال پیار

اور محبت کے لئے جائز ہے۔ مَعَاذَ اللّٰہِ تَعَالٰی

اس وسوسۂ شیطانی کا جواب یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں پر فرض عین قرار دی ہے وہیں اس نے سرکار کی تعظیم کو اَھَمُّ الْفَرَائِض ٹھہرایا ہے۔ ایمان و اسلام قبول کرتے ہی پہلا فرض تعظیمِ رسول ہی ہے۔ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ (قرآن مجید، سورۃ الفتح، پارہ ۲۶)

یعنی (اے پیارے مصطفےٰ) بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔

(ترجمۂ رضویہ کنز الایمان، ص ۱۱۳)

پھر دوسری جگہ ربّ العزۃ جل مجدہٗ محبتِ رسول میں سرشار صحابیوں سے ارشاد فرماتا ہے :۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔

یعنی اے ایمان والو! (میرے عظمت والے رسول کے حق میں) راعنا بولو ــــ پھر خود ہی صحابۂ کرام کو سکھاتا ہے :۔

وَقُوْلُوْا انْظُرْنَا

اور (میرے رسول سے رَاعِنَا کی جگہ) اُنْظُرْنَا بولو۔

اللہ اللہ کتنی اونچی شان ہے عظمتِ رسولِ پاک کی بارگاہِ احدیت جل شانہ میں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی رَسُوْلِنَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۝

قابلِ غور امر یہ ہے کہ رَاعِنَا بولنے سے صرف ممانعتِ ربانی ہی کافی تھی پھر حضرات صحابہ خود ہی رَاعِنَا کی جگہ کوئی دوسرا لفظ منتخب کر لیتے یا صحابۂ کرام سرکار مصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا سے دریافت کر لیتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ہم لوگ رَاعِنَا کی جگہ کون سا لفظ بولیں ؟ مگر ربّ العزۃ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ جل شانہٗ کی عنایت بے پایاں تعظیمِ رسول کی طرف کتنی زیادہ اور شدید ہے کہ اس نے کھرے ایمان والے، بے لوث محبت والے صحابہ کو انتخاب لفظ کا موقع نہ دیا اور خود ہی رَاعِنَا کی جگہ اُنْظُرْنَا بولنے کی تعلیم دی تو جہاں جذبۂ محبت رسول، تعظیم رسول سے ٹکرائے گا وہ جذبۂ محبت نہیں پوشیدہ عداوتِ رسول کا اُبال ہے۔ خوب یاد رکھو کہ محبتِ رسول اور تعظیم رسول یہ دونوں اوصاف آپس میں لازم و ملزوم ہیں، ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ جس دل میں کھری، بے لوث محبتِ رسول ہے اسی دل میں سچی تعظیم رسول ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ سیاسی، زبانی اور مصنوعی حبِ رسول، سچی تعظیم رسول کے بغیر پائی جائے اور یوں ہی سیاسی، مصنوعی

تعظیم رسول، حبِ رسول کے بغیر پائی جا سکتی ہے۔ لہٰذا مصنوعی محبت کی آڑ لے کر تعظیم رسول سے متعلق قانونِ ربانی توڑا نہیں جا سکتا۔ اور اگر شیطانی خیال سے متأثر ہو کر تعظیم رسول سے متعلق قانونِ الٰہی توڑنے کی جسارت کی گئی تو توڑنے والے کو وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ کے آسمانی تازیانہ کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

بے شک ہر وفادار غلام کو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و محبت کا گیت اپنی ٹھیٹ مادری بولی، ہندی بھاشا میں پڑھنے اور سنانے کا حق ضرور حاصل ہے اور اس میں تصغیر کے کلمات بھی وہ بے روک ٹوک استعمال کر سکتا ہے مگر سرکارِ اعظم شہنشاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس ذات کے متعلق یا سرکار سے نسبت رکھنے والی اشیاء کے حق میں اسے کلماتِ تصغیر استعمال کرنے کی ہرگز اجازت نہیں لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا۔

خود سرکارِ اعلیٰحضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نعتیہ کلام میں کلماتِ تصغیر کا استعمال فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اَلْبَحْرُ عَلَا وَالْمَوْجُ طَغٰی	من بے کس و طوفاں ہوش رُبا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا	موری نیا پار لگا جانا
یَا شَافِعِیْ زِیْدِیْ اَجَلَكْ	رحمے برحسرتِ تشنہ لبکے
مورا جیرا لرجے درک درک	طیبہ سے ابھی نہ سنا جانا
وَاھًا لِّسُوَیْعَاتٍ ذَھَبَتْ	آں عہدِ حضور بار گہت

جب یاد آوت موہے کر نہ پرت   دردا وہ مدینہ کا جانا

توضیح:۔ ناؤ کی تصغیر نیّا۔ لب (فارسی) کی تصغیر لبک۔ جی (ہندی بمعنی دل) کی تصغیر جیرا۔ ساعات (عربی) کی تصغیر سُوَیعات۔ دیکھئے اردو، ہندی، فارسی اور عربی چاروں زبان کے کلماتِ تصغیر اس نعتیہ کلام میں آئے ہیں مگر سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس سے ان کا کچھ بھی تعلق نہیں ایسی صورت میں ان کا استعمال بے کھٹک جائز ہے۔

جن نعت گو شعراء کا تذکرہ سابق میں ہوا یہاں ہم نشاندہی کے لئے ان کے اور بعض دوسرے اہلِ سخن کے مطبوعہ نعتیہ کلام سے بطور نمونہ کچھ اشعار ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف، کلمات تصغیر استعمال ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو

عرش کا جلوہ ص ۱۲   تصنیف بیکل بلرام پوری

کتنی دِلکش ہے طیبہ نگریا   نور ہی نور ہے چاروں اوریا

ہوگیا کوئی صدیق اکبر   پڑ گئی جس پہ ان کی نجریا

وہ جو چاہیں تو دنیا بدل دیں   چاند دو کر دے ان کی انگریا

کیسے کہہ دیں کہ ہم سے بشر ہیں   نوح کی جس نے کھے دی نوریا

حشر تک بھیک بٹتی رہے گی   جب سلامت ہے ان کی ڈگریا

لے لئے گود میں ابرِ رحمت　　یاد آئی جو کاری کمریا
میرے آقا مجھے بھی بلا لو　　میں نے اب تک نہ دیکھی بکھریا

نغمۂ بیکل

تصنیف بیکل بلرام پوری

زمانہ کے داتا مدینہ کے باسی، بلا لیتے مجھ کو بھی اپنی نگریا　ص ۱۳
تو کچھ نہ بگڑتا دو عالم کے رہبر ہو جاتی دکھی پر کرم کی نجریا　ص ۱۳

تمہاری بکھریا، عرب کی ڈگریا، حبیبِ خدا کی اٹھی جو انگریا　ص ۱۴

کون جیبھ سے کوؤ دکھانے کمرا عربی ساجن کا　ص ۱۵

آکاش جوتیا ۔ عرب کے بتیا ۔ سورج کے پٹوتیا　ص ۱۶
بکری کے چرتیا ۔ ناؤ کے کھیوتیا ۔ پاپ کے بخشوتیا　ص ۱۶

بکریاں چرانے آئے عربی رسیا　ص ۱۷
چلے زندگی بنانے نبی کی ڈوریا　ص ۱۷

بن دیکھے جی نہ مانے نبی کی نگریا　ص ۲۱
کوئی آجائے بتانے طیبہ نگریا　ص ۲۱

نبی جی گھات میں ہیں ٹھگہارے — ص ۲۸

مدنی گوسیاں پڑوں تورے پیّاں — ص ۳۰
عربی سنوریا لی ہو خبریا — ص ۳۰

پیام مسرت ۔ نور کی برکھا
تصنیف بیکل بلرام پوری

بطحا نگری کے بسیا — عرش پر چمن ماں جو یا — ص ۱۶
نوح کی نیا کھویا — ص ۱۶

مہمانِ عرش
تصنیف اجمل سلطان پوری

ہے لیے پون کیسو عربی بگن سے جیہو جو طیبہ نگریا — ص ۹

ے یہاں جی کا لفظ، کلمۂ تصغیر نہیں۔ مشرکینِ ہند کے محاورے میں کلمۂ تعظیم ہے جیسا کہ وہ بولتے ہیں گنگا جی، اجودھیا جی، گاندھی جی۔ کلمۂ تعظیم ہی کا اعتبار کر کے مسلمانوں میں بھی اس لفظ کا استعمال محدود چند افراد کے حق میں رائج ہے۔ جیسے حافظ جی، سیٹھ جی، میاں جی شاہ جی، پیر جی۔ لیکن بایں ہمہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام اقدس کے ساتھ اس کی ترکیب گوش خراش ہوتے ہوئے اسلامی محاورہ نہیں۔ لہٰذا سرکار اقدس کو نبی جی کہنے سے پرہیز کرنا ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

بھو کر اجمل ۔۔ نہیں یادت تم بن مدنی سنوریا صـ ۹

نورِ مجسم مشتمل بر کلام اجمل و شمس

اپنے اجمل کو بُلو تیو اپنی اُدریا
بھولی امت پہ ہو دیا کی نظریا صـ ۳۸

آقا برس دے تیو نور کی اُجریا
دیکھے کاش یہ خلد کی بکھریا صـ ۳۹

چاند سے پیارا مکھڑا، اجمل چاندنی جیسا پیار صـ ۴۰

بہارِ طیبہ و صہبائے نور کلام شمس الہ آبادی

کالی کملیا دوش پر ڈالے نور مجسم آئے۔ بہارِ طیبہ صـ ۲۳
اب دکھادو مدینہ نگریا موہے۔ تم سے بنتی کروں۔ صہبائے نور صـ ۷

جذبۂ سلماں نعت مولانا عبدالوحید حشمتی گونڈوی

غریبوں کے ماوٰی، یتیموں کے ملجا دکھا دیجئے ہم کو اپنی نگریا صـ ۱۲
سنور جائے تقدیر ہم عاصیوں کی اگر آپ کر دیں کرم کی نظریا صـ ۱۲
اٹھی جب ہمارے نبی کی انگریا صـ ۱۲

نہ بھولے سر عرش اور لامکاں میں
شفاعت پہ ہے جس نے باندھی کمریا — ص ۱۲

ہے جنت سے افضل نبی کی نگریا — ص ۱۲

کب مجلائی ہو آقت اپنی ڈوریا — ″
جانے کہیا دیکھ ہے طیبہ نگریا — ″

دکھیَن پہ راکھو آقت دیا کی نجریا — ص ۲۸

کلام روشن تصنیف روشن بستوی ساکن بھدوکھر بازار بستی

تمہرے مکھڑے پر نثار — ص ۲۶

کملی والے عربی بجنوا موہے درشنوا دیدونائے — ص ۲۰

طیبہ نگریا، اپنے اَنگنوا، کرم کی نظریا — ″

تورے ڈوریا — ص ۱۰

عرب کے بسیا۔ توری نندن جوہوں ڈگریا — ص ۹

توری بکھریا۔ ٹار دمکھ سے آج چدریا — ص ۹

جناب راز الہ آبادی قادری رضوی مصطفوی

کی ایک مشہور و معروف مطبوعہ نعت شریف کے مندرجہ ذیل شعر میں بھی زیر بحث کلمۂ تصغیر کا استعمال ہوا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

حضراتِ قارئین !

ہماری اس نشاندہی کے دو مقصد ہیں۔ اول یہ کہ حضرات نعت گو شعراء صرف سامنے ہی نہ دیکھیں کہ ان کی مانگ زیادہ ہے۔ عوام میں ان کی بے حد مقبولیت ہے۔ ان کے رسیلے نغموں سے حاضرینِ محفل مست اور بے خود ہو جاتے ہیں اور لمبے لمبے نذرانے ملتے ہیں بلکہ پیچھے مڑ کر بھی دیکھیں کہ ان کی اس طرح کی نعت گوئی سے عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی زیادہ حق تلفی ہو چکی اور ہو رہی ہے۔ نعت گوئی کا بنیادی نصب العین تو سرکار کی عظمت کا پرچم لہرانا اور قلوب مسلمین میں سرکار کے وقار و دبدبہ کا سکہ جمانا ہے۔ حضرات شعراء اپنے نعتیہ کلام میں استعمال کردہ کلماتِ تصغیر خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں پھر فیصلہ کریں کہ ان کلماتِ تصغیر سے سرکار کی عظمت و توقیر کا جھنڈا لہرا رہا ہے یا سرکار کا حقِ تعظیم ضائع و تلف ہو رہا ہے ؟

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ نعت شریف پڑھنے والے طلبہ و عوام اور سننے والے حاضرینِ محفل خوب جان اور پہچان لیں کہ عظمتِ رسالت کے خلاف، کلماتِ تصغیر پر مشتمل فلاں فلاں نعت شریف کا پڑھنا، سننا ممنوع ہے۔ شرعاً ہرگز جائز نہیں۔ اور اسٹیج کے علماء، خطباء ان قابلِ اعتراض نعتیہ کلام سے واقف ہو کر طلبہ و عوام کو ان کے پڑھنے سے روک دیں۔

زیرِ بحث کلمۂ تصغیر

کے بول جانے پر شہزادۂ سرکار شیر بیشۂ سنت کی توبہ کا ایمان افروز واقعہ

امسال حضرت سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس پاک کے موقع پر میں اجمیر مقدس حاضر ہوا۔ چھٹویں رجب ۱۴۰۹ھ ہجری بروز دوشنبہ مبارکہ مطابق ۱۳؍ فروری ۱۹۸۹ء کو حضرت سید احمد علی صاحب قبلہ خادم درگاہ سرکار خواجہ کے کاشانہ پر قُل شریف کی محفل منعقد ہوئی۔ محفل میں حضرت علامہ مولانا اختر رضا ازہری قبلہ مدظلہ العالی اور حضرت مولانا مفتی رجب علی صاحب قبلہ ساکن نانپارہ بہرائچ شریف نیز دیگر علماء کرام موجود تھے۔ قُلُ شریف کے اسی مجمع میں سرکار شیر بیشۂ سنت امام المناظرین حضرت مولانا علامہ محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے شہزادہ حضرت مولانا ادریس رضا خان صاحب تقریر کر رہے تھے۔ اثنائے تقریر میں مولانا موصوف کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ ہمارے سرکار پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے غلاموں کو اپنی کالی کملی میں چھپائیں گے۔

فوراً حضرت علامہ ازہری صاحب قبلہ نے مولانا موصوف کو ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ (کالی کملی کے بجائے) نوری چادر کہو۔

یہ شرعی تنبیہ سنتے ہی مولانا موصوف نے اپنی تقریر روک کر پہلے حضرت علامہ ازہری قبلہ کی تنبیہ کو سراہا، بعدہٗ بھرے مجمع میں یہ واضح کیا کہ

تھی، تصغیر کا کلمہ ہے جس کو سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نسبت کر کے بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور چوں کہ میری زبان سے یہ خلافِ شریعت کلمہ نکلا اس لئے میں بارگاہِ الٰہی جل جلالہٗ میں اس کلمہ کے بولنے سے توبہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔ ھٰذَا اَوْکَمَا قَالَ

پھر توبہ کے بعد موصوف نے اپنی بقیہ تقریر پوری کی۔

خود میں بھی اس مجمع میں موجود تھا۔ توبہ کا واقعہ میرے سامنے گزرا میں نے محسوس کیا حضرت علامہ ازہری قبلہ کے ٹوکنے پر مولانا موصوف نہ تو اپنی پیشانی پر بل لائے نہ بیجا تاویل کا سہارا لیا بلکہ عظمتِ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے بے چون وچرا سرِ تسلیم جھکا کر حق پذیری کی سند حاصل کی۔

فَبَارَكَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ دِیْنِہٖ وَاِیْمَانِہٖ وَعِلْمِہٖ بِجَاہِ نَبِیِّہٖ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ

بارگاہِ احدیت جل مجدہٗ میں تعظیمِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شدید ترین اہمیت

اگر کوئی مسلمان اپنی شامتِ نفس سے مغلوب ہو کر چوری یا زنا یا کوئی دوسرا فعل حرام کر بیٹھے تو بیشک وہ فاسق، سخت گنہگار اور مستحق عذابِ نار ہے لیکن بایں ہمہ اللہ تعالیٰ ان گناہوں کے سبب اس کی نماز و زکوٰۃ، روزہ و حج وغیرہ اعمالِ حسنہ برباد نہیں فرمائے گا۔ مگر جب کوئی مسلمان معاذ اللہ تعالیٰ مرتد ہو جائے تو ارتداد کی سزا میں اس کے سارے اعمالِ صالحہ، نماز، زکوٰۃ حج و روزہ وغیرہ جو اس نے حالتِ اسلام میں ادا کئے ہیں وہ سب کے سب برباد کر دیئے جائیں گے۔ حبط اعمال والا یہ قانونِ شرعی ہر مرتد سے متعلق ہے۔ کوئی بھی مرتد اس قانون سے مستثنیٰ نہیں لیکن یہ خوب واضح رہے کہ سارے مرتدین ایک درجہ کے نہیں اس لئے ان کی سزا بھی یکساں نہیں۔ چنانچہ جو شخص سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و عزت کا درخشاں آفتاب دیکھ بھال کر جان پہچان کر تعظیم سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ٹکرا لے اور شانِ رسالت میں گستاخی کے سبب مرتد ہو جائے تو ایسے گستاخِ رسول مرتد کی سزا دوہری ہے۔ ایک تو اس کے اعمالِ صالحہ کی بربادی اور دوسری

سخت ترین سزا یہ کہ اسے اپنے اعمالِ حسنہ کی تباہی کا شعور نہ ہو سکے گا۔

اللہ رب العزت سب سے پہلے حضرات صحابۂ کرام کو اپنے قہر و غضب کا آئینہ دار فرمان سُناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے :۔

اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

جس کا حاصل یہ ہے کہ اے ذاتِ مصطفیٰ کی عظمت و ہیبت کے دمکتے آفتاب کا رات دن مشاہدہ کرنے والے صحابیو ! اور اے اوصافِ مصطفیٰ کی عزت و دبدبے کے چمکتے ماہتاب کو شب و روز دیکھنے والے وفادارو اگر تم نے میرے پیارے مصطفیٰ کا حقِ تعظیم بجالانے میں لاپرواہی برتی اور ہوش و حواس سلامت رکھتے ہوئے میرے پیارے نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی کردی یا میرے چہیتے نبی کی بارگاہِ جلال میں چلّا کر بول دیا تو یاد رکھو کہ تعظیمِ رسول سے متعلق فرمانِ الٰہی کی مخالفت کے سبب تمہاری اخلاص بھری نماز و زکوٰۃ، روزہ و حج وغیرہ سارے اعمال صالحہ اس طرح برباد کر دیئے جائیں گے کہ تمہیں ان کی بربادی کا پتہ نہ چلے گا۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے دو باتیں صاف طور پر ثابت ہیں۔ پہلی بات یہ کہ جو مسلمان کہلانے والا تعظیمِ رسول سے متعلق قانونِ ربانی کی جان بوجھ کر مخالفت کر بیٹھے تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور اس کے وہ تمام اعمال حسنہ جو اس نے زمانۂ اسلام میں کیئے سب ملیامیٹ ہو چکے۔ اور دوسری بات یہ کہ جو شخص سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں صریح توہین و گستاخی کر کے مرتد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس گستاخی کے انتقام میں

ں کے دل کو ایسا اندھا اور اوندھا کر دے گا جس کے نتیجے میں اس کو
رگز پتہ نہ چلے گا کہ زمانۂ اسلام کے میرے سارے اعمال صالحہ
یامیٹ ہو گئے اور نہ اسے یہ شعور ہو گا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک
ے دین، کافر و مرتد قرار پا چکا ہوں۔ گستاخِ رسول، مرتد پر غضب خداوندی
ی یہ بڑی سخت مار ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے نخوستِ گستاخی کا احساس
ور حبطِ اعمال صالحہ کا شعور چھین لے کیوں کہ شعور و احساس برقرار رہنے کی
صورت میں یہ گنجائش ہے کہ کسی کے سمجھانے، نصیحت کرنے سے گستاخِ
رسول اپنی گستاخی پر نادم ہو کر اپنے کفر و ارتداد سے توبہ کرے اور دوبارہ
مسلمان ہو جائے لیکن شعور و احساس کی قوت سلب ہو جانے پر گستاخِ رسول
کے لئے راہِ خدا کی طرف پلٹ آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

مَعَاذَ اللّٰہِ تعَالیٰ مِنْ غَضَبِہٖ وَقَہْرِہٖ
بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

آیتِ کریمہ مذکور بالا کا آخری مختصر ٹکڑا:

وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

ان لوگوں کے سروں پر غضبِ الٰہی کا سخت ترین تازیانہ اور قہر ربانی کا سنگین
کوڑا برسا رہا ہے جو ایک طرف سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
میں توہین و گستاخی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف
اپنے کو موٹا و فربہ مسلمان سمجھتے ہوئے اپنے ظاہری نمائشی اعمال نماز
روزہ، حج، زکوٰۃ، پر پھولے ہوئے ہیں۔

بارگاہِ رسالت عَلَیْہِ التَّحِیَّۃُ وَالثَّنَا کے جس گستاخ کا دل ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا جاتا ہے وہ رسولِ پاک کی توہین کو اپنا دین وایمان قرار دیتا اور توہینِ سرکارِ اقدس کو حق مان کر اسی پر اڑا رہتا ہے۔ اس کا اندھا دل تعظیمِ رسول کے دلائل قاہرہ کی روشنی کسی طرح قبول نہیں کرتا

وہابی دیوبندیوں کے مرشد، پیر، محدث، فقیہ، مفتی اور مترجم قرآن کریم، جناب ملا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے ۱۳۱۹ھ ہجری میں اپنی تصنیف حِفْظُ الْاِیْمَان میں سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چوپایوں کے علم سے تشبیہ دیکر سرکار کو کھلی گالی دی اور صاف صریح توہین کی۔ جب تھانوی صاحب کو سمجھایا گیا کہ آپ کا حفظ الایمان والا قول بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس کے خلاف کھلی توہین اور صریح گالی ہے۔ آپ اس صریح گستاخی سے توبہ کرکے عظمت مصطفےٰ پر ایمان لائیں۔ تو جناب والا بجائے اس کے کہ عظمتِ سرکار اقدس کے سامنے سرخم کرکے توبہ کرتے، الٹے مخلص سمجھانے والوں پر بری طرح برس پڑے۔ اور یکے بعد دیگرے دو کتابیں لکھ کر اپنے توہین والے قول کو درست اور صحیح بتاتے رہے لیکن سمجھانے والوں نے ہمت نہیں ہاری اور "دفعات السنان، ادخال السنان، قہر واجد دیان بر ہمشیر بسط البنان" لکھ کر تھانوی صاحب اور دیگر فضلائے وہابیہ پر دوپہر کے دن کی طرح خوب واضح کر دیا کہ حفظ الایمان میں قابلِ اعتراض ص ۸ والا قول بارگاہِ رسالت میں کھلی گالی اور صریح توہین ہے

سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کی توہین کرنے کے
...تھانوی صاحب چالیس برس سے کچھ زیادہ اس دنیا میں رہے۔ اس درمیانی
...ت میں تھانوی صاحب کو ہر طرح سمجھایا گیا۔ توہینِ رسولِ پاک کی سنگین
...سے انہیں آگاہ کیا گیا۔ مگر تھانوی صاحب کو تا وقتِ موت یہ شعور نہ ہوا
...کہ میں نے اللہ پاک کے عزت والے نبی عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ
...وسلم کی شان میں توہین کی ہے اور نہ یہ احساس ہوا کہ ۱۳۱۹ھ ہجری سے
...سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین اور گالی لکھ کر
...تعالیٰ کے نزدیک کافر، بے دین اور مرتد ہو چکا ہوں۔

پھر جن جن فضلائے وہابیہ مثلاً مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی، مولوی حسین احمد
...ڈوی، مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری، مولوی منظور احمد سنبھلی وغیرہ نے ملا تھانوی کی
...حمایت و طرفداری کر کے عظمتِ مصطفےٰ کے کھلے باغی، بارگاہِ رسالت کے صریح
...گستاخ بن کر تعظیمِ رسول سے متعلق فرمانِ ربانی کی مخالفت کی، ان
...قلوب کو بھی اللہ تعالیٰ نے ٹیڑھا، اندھا، اوندھا کر دیا اور ان سے
...نورِ ایمانی، احساسِ حقانی اور ادراکِ عرفانی کی نعمتِ ربانی چھین لی۔
...تک کہ آخر الذکر کے علاوہ سب کے سب مر کر مٹی میں مل گئے اس طرح
...اخیر دم تک انہیں نہ تو توبہ و رجوع کی توفیق ملی نہ عظمتِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ
...وسلم پر ایمان لانا انہیں نصیب ہوا۔

یہ ہے وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ کا سنگین نوٹرا۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰۤاُولِی الْاَبْصَارِ

اے ہوش وخرد، بصیرت ودانش والو! آنکھیں کھولو، سرکار اعظم کی عظمت پہچانو! غضب ربانی سے ڈرو، قہر الٰہی سے کانپتے رہو۔ وَاِنَّمَا التَّوْفِیْقُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی شَانُہٗ۔

اب رہی یہ بات کہ پیشوائے وہابیہ تھانوی صاحب اور فضلائے دیابنہ در بھنگی وغیرہ پر اللہ پاک کے قہر وغضب کی اتنی سخت مار کیوں پڑی؟ کہ وہ دنیا سے بے دین ومرتد اور عظمتِ سرکار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کے باغی اور گستاخ بن کر گئے اور مرتے دم تک سرکار کی توہین ہی کو اپنا دین وایمان قرار دیتے رہے جس کے انتقام میں قہر ربانی نے انھیں توبہ کرنے اور اسلام لانے کا موقع ہی نہ دیا۔

تو اس کا پوست برکندہ جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا پیشوا اور فضلاء حضرات کلّو، نتھو، جمّن، جمعراتی اور بدھو، خیراتی قسم کے لوگ نہ تھے بلکہ عالم، فاضل تھے۔ تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس سے ان کا رابطہ قائم تھا۔ انھوں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا آفتاب قرآن وحدیث میں بار بار چمکتے دیکھا تھا تعظیم سرکار سے متعلق فرمانِ ربانی کو بار ہا پڑھا تھا مگر دنیوی منفعت کی خاطر گستاخ وہابیت کی طرف جھک پڑے پھر دیدہ ودانستہ جان پہچان کر سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں توہین وگستاخی کا پھاٹک کھولا اور انگریزوں کی سازش کامیاب بنانے کے لئے مسلم خاندانوں میں فتنہ، فساد، جنگ وجدال کا ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کے خلاف

انھوں نے خود بھی توہین وگستاخی کی اور ہر گیدی، چھیدی، گھامڑ، بدھو نتھو، ان پڑھ، گنوار، گاڑیبان، کسان کو بھی توہینِ رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کرنے کا راستہ بتایا۔ تو یہ فضلائے وہابیہ نہ صرف یہ کہ خود گستاخ ہیں بلکہ گستاخ گر بھی ہیں، لہٰذا ان کی گستاخی اور گستاخ گری کے انتقام میں قہر وجلال والے ربّ العزت نے ان کے دلوں کو اندھا، اوندھا اور ٹیڑھا کر دیا ایسا کہ وہ دمِ آخر تک سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین وگستاخی ہی کو اپنا دین وایمان سمجھتے رہے اور توبہ ورجوع سے محروم ہو کر دنیا سے گئے پھر قبر میں پہونچ کر مٹی میں مل گئے۔

سرکارِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو حضرات سلف صالحین سراپا دین وایمان مانتے تھے۔ ان کے دل ودماغ پر عظمت سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نقش اتنا گہرا اور غالب تھا کہ اگر کوئی مسلمان سرکار کی کسی پسندیدہ چیز کے تذکرہ پر اس چیز سے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دیتا تو اس کے قتل کے لئے شمشیر برہنہ کر دیتے تھے۔

المعتقد المنتقد ص۱۴۲ میں ہے:۔

روی عن ابی یوسف انہ قیل بحضرۃ الخلیفۃ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یحب القرع فقال رجل انا لا احبہ فامر ابو یوسف باحضار النطع والسیف فقال الرجل استغفر اللہ مما ذکرتہ

ومن جمیع ما یوجب الکفر اشهد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمد اعبدہ ورسولہ فترکہ ولم یقتلہ۔

یعنی قاضیٔ شرق وغرب سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ خلیفۂ عباسی ہارون رشید کے دربار میں یہ تذکرہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ اس تذکرے پر ایک شخص بول پڑا کہ مجھے کدو پسند نہیں، اتنا سنتے ہی امام ابو یوسف نے چمڑا اور شمشیر لانے کا حکم دیا تب وہ شخص بولا کہ میں اپنے اس قول سے اللہ پاک کی بارگاہ میں معافی مانگتا ہوں اور ان سارے اقوال سے بھی استغفار کرتا ہوں جن سے کفر لازم آتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اللہ کے بندے اور رسول ہیں اس شخص کی توبہ اور تجدید ایمان ملاحظہ فرما کر حضرت امام ابو یوسف نے اسے چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا۔

المعتمد المستند میں اعلیٰ حضرت امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

کان بعض الاولیاء یاکل مع ابنہ فحضر علی المائدۃ القرع وجری ذکر حبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فکان الابن

ذکر کراھۃ نفسہ لہ فسل الولی السیف وضربہ حتی الق راسہ علی الارض۔

یعنی اولیائے کرام میں سے ایک ولی اپنے بیٹے کی معیت میں کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اتنے میں دستر خوان پر کدو شریف لایا گیا اور تذکرہ چل پڑا کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کدو پسند فرماتے تھے۔ اس موقع پہ بیٹے کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ خود مجھے کدو سے نفرت ہے۔ اتنا سنتے ہی اس ولی نے تلوار میان سے باہر کی اور اپنے بیٹے کی گردن کاٹ کر اس کا سر زمین پہ پھینک دیا۔

حضرت امام ابو یوسف والے واقعہ میں قائل نے کدو کے بارے میں اپنی عدمِ پسند کا اظہار کیا پھر حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پر جلال چہرہ دیکھ کر نیز شمشیر طلبی کا فرمان سن کر اسے احساس ہو گیا کہ میں نے بے موقع جملہ بول کر سخت غلطی کی۔ احساس ہوتے ہی اس نے فوراً توبہ، تجدیدِ ایمان کیا۔ اس لئے اس جگہ شمشیر امام صرف برہنہ ہو کر رہ گئی۔ قتل ہونے سے وہ قائل بچ گیا لیکن دوسرے واقعہ میں ولی زادہ نے کدو کے بارے میں یوں خیال ظاہر کیا کہ مجھے کدو سے نفرت یعنی چڑھ ہے۔ پھر اس نے اپنے بے محل جملہ سے نہ توبہ کی نہ تجدید ایمان کیا اس لئے اس ولی اللہ نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کی حمایت میں اپنے فرزند دلبند کے خونی رشتہ کی بالکل پرواہ نہ کی اور اسے تہِ تیغ کر دیا۔

ان دونوں واقعہ سے صاف صاف واضح ہوگیا کہ ہمارے اسلاف کرام عظمت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صرف مغز اور گودا ہی کی حفاظت نہ کرتے تھے بلکہ عظمتِ سرکار کی نوک پلک اور ہر شوشے گوشے کا بھی پہرا دیا کرتے تھے۔

کلمۂ تصغیر کے سلسلہ میں
بدرالدّین احمد کی تحریری توبہ

زیرِ نظر مقالۂ نورانی کی ترتیب کے زمانہ میں مجھے اچانک یاد آگیا کہ زیرِ بحث کلمۂ تصغیر استعمال کرنے کی فاش غلطی مجھ سے بھی ہوئی ہے۔ تعمیرِ ادب حصۂ سوم، ص۵۸ میں، میں نے رازؔ الہ آبادی کی ایک مشہور نعت شاملِ کتاب کی ہے جس کا ایک شعر یہ ہے :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

وضاحت :- کمل کی تصغیر کملی، اور کملی کی تصغیر کملیا ہے۔ ان دونوں میں کملیا اچھلتی ہوئی تصغیر ہے۔ اور رہا کملی کا تصغیر ہونا تو اس میں خفا اور پوشیدگی ضرور ہے مگر ہے وہ کلمۂ تصغیر ہی جس کا

استعمال سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں ممنوع وحرام ہے۔

فیروز اللغات مطبوعہ دہلی صفحہ ۷۶۶ میں ہے :-

کملی :- کمل کی تصغیر۔ چھوٹا کمل۔

میری خطا یہ ہے کہ میں نے سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعت پاک میں اس کلمہ کو برقرار رکھا جس کا استعمال سرکار کے حق میں حرام ہے۔

۲۴ رجب ۱۴۰۹ھ ہجری کو جمعہ کے دن مسجد غوثیہ بڑھیا میں حاضر ہوکر میں نے بارگاہِ احدیت جَلَّ جَلَالُہٗ میں مذکورہ بالا کلمہ کے برقرار رکھنے پر اپنی خطا کی معافی مانگی، توبہ کی، استغفار کیا پھر بارگاہِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا میں اپنی غلطی کا اقرار کرکے معافی مانگی اور سرکار سے طلب شفاعت کی۔

پھر چوں کہ میری یہ غلطی چھپی ہوئی نہیں بلکہ چھپ کر ہندوستان کے مختلف صوبے اور اضلاع میں پھیل چکی ہے اس لئے اس کے لئے صرف سرّی توبہ کافی نہیں بلکہ بالاعلان توبہ ضروری ہے۔ اب میں تحریری توبہ پیش کرتا ہوں۔

ضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے لغت پر اعتماد فرما کر صرف عظمت مصطفےٰ علیہ التحیۃ
لثناء کے پیش نظر حکم تحریر فرمایا ہے، اگر لغت کے اعتبار سے لفظ "کملی" تصغیر نہیں تو حکم
ی باقی نہیں رہے گا۔ رہا اپنے گزرے ہوئے بزرگوں کا استعمال فرمانا تو اُن حضرات کو
س پر آگاہی نہیں ہو سکی تھی اسلیے ان بزرگوں پر کوئی الزام عائد نہیں ہوگا۔ عبدالصمد القلوری
خادم بدر ملت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ
وَاٰلِهِ الْفَخِیْمِ

یَااَللّٰهُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ ! میں نے اپنی تصنیف تعبیر ادب حصہ سوم صفحہ ۵۸ میں راز الہ آبادی کی انشار کردہ نعت شریف شامل کتاب کی جس کا ایک شعر یہ ہے۔

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے کملی والے کا دامن

اس شعر میں تیرے عظمت والے نبی، تیرے عزت والے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کلمۂ تصغیر کا استعمال ہوا جو شرعاً حرام ہے۔ میں تیری بارگاہِ قدس میں اقرار کرتا ہوں کہ نعت شریف مذکور بالا میں زیر بحث کلمۂ تصغیر کو برقرار رکھ کر میں خطا وار ہوا۔ میں اپنی اس غلطی کو بے پھیر پھار بلا تاویل غلطی مانتا ہوں، میں تیری بارگاہ بے کس نواز تعالیٰ شانہ میں اس غلطی پر توبہ کرتا ہوں۔ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ؕ ط۔ اے پیارے مصطفےٰ علیہ التحیۃ

والشان کے ربِّ جلیل! تیرا مجھ پر یہ خصوصی احسان ہے کہ تونے مجھے میری ایک خطرناک غلطی یاد دلادی اور خود تونے ہی رجوع و توبہ کی توفیق بھی بخشی،

فالحمد للہ ربّ العٰلمین مالکِ العٰلمین الٰہِ العٰلمین ؕ

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْکَ وَسَلَّمَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ عَلَیْکَ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ

یہ خطاوار غلام عظمتِ سرکارِ دوعالم کے سامنے اپنا سر خم کرکے حاضر ہے۔ اس غلام سے نعت شریف میں کلمۂ تصغیر برقرار رکھنے کا جرم ہوا ہے۔ یہ غلام حضور کی بارگاہِ عزت میں اس جرم سے توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے۔ حضور اپنے بے پایاں کرم کو دیکھتے ہوئے اس غلام کے جرم و سزا کو بخش دیں۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ۔

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفوّ و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروڑوں درود

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ وَسَلَّمَ عَلیٰ اَفْضَلِ خَلْقِہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ غَوْثِنَا الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ وَمُجَدِّدِنَا الْاَکْبَرِ الْاِمَامِ الْبَرَیْلَوِیِّ ــ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اِصلاح

مکاتب و مدارس کے اساتذہ کو تاکید کی جاتی ہے کہ تعمیر ادب حصہ سوم میں قابلِ اعتراض کلمۂ تصغیر کاٹ کر اس کی جگہ "میرے آقا" کا لفظ لکھ دیں اور بچوں کو وہ شعر اس طرح پڑھائیں :-

نارِ دوزخ سے بچنا ہو جس کو
تھام لے میرے آقا کا دامن

ضروری انتباہ

ہر دینی عظمت والی اشیاء کے حق میں کلمۂ تصغیر کا استعمال ممنوع ہے۔ سرکارِ مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے بعد انبیاء کرام علیہم السلام سب مخلوق سے بڑھ کر عظمت والے ہیں اس لئے ان حضرات کی شان میں بھی کلمۂ تصغیر کا استعمال حرام ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی کو "نوح کی نیا" بولنا ہرگز جائز نہیں۔ اور یوں ہی حضرات صحابۂ کرام، سادات عظام، اولیائے فخام کے متعلق بھی کلمۂ تصغیر کا استعمال ممنوع ہے۔

ندائے یا مُحَمَّدُ کی تحریم کا بیان

جس طرح سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں کلمۂ تصغیر کا
ستعمال تعظیم رسول پاک کی حق تلفی ہے یوں ہی سرکار اقدس کا ذاتی نام لیکر
رکار کو ندا اور خطاب کرنا، یعنی یا مُحَمَّدُ، یا اَحْمَدُ
ہنا بھی عظمتِ رسالت کی حق تلفی ہے۔ لیکن غنیمت یہ ہے کہ اس حق تلفی کا
رتکاب چونکہ بربنائے ناواقفیت صرف محبت کیلئے ہوتا ہے اسلئے ارتکاب کرنیوالے
افر قرار نہ پائیں گے۔ ہاں گنہگار ضرور ہونگے اور اگر مَعَاذَ اللّٰہِ تعالیٰ یہ حق تلفی
طور تحقیر ہو تو ارتکاب کرنے والے کافر، مرتد اور بے دین ٹھہریں گے۔

حضرات انبیائے سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتیں
پنے اپنے نبی کا ذاتی نام لے کر ان کو مخاطب کرتی تھیں اور یہ ان کے لئے
جائز تھا۔ لیکن قرآن مجید نے اس امتِ مرحومہ پر سرکارِ اقدس صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کے ذاتی نام کے ساتھ ندا و خطاب کو حرام قرار دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ

بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا (پارہ ۱۸، سورۂ نور)

یعنی رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا کہ تم میں ایک، دوسرے کو پکارتا ہے۔

محدث ابو نعیم اس آیت کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں:۔

عن عبد الله بن عباس قال کانوا یقولون یا محمد، یا ابا القاسم فنهاهم الله عن ذالك اعظاما لنبیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، فقالوا یا نبی الله یا رسول الله۔ (تجلی الیقین صـ۲۱)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ (اس آیت کے نزول سے پہلے) صحابہ حضور کو یا محمد، یا ابو القاسم کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر اس طرح کی ندا وخطاب سے ان کو منع کر دیا جب سے صحابہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہنے لگے۔

تابعین کرام میں اکابر مفسرین مثلاً امام علقمہ، امام اسود، امام حسن بصری، امام سعید بن جبیر، امام قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

لَا تَقُوۡلُوۡا یَا مُحَمَّدُ وَلٰكِنۡ قُوۡلُوۡا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ

یَارَسُوْلَ اللّٰہ۔ (تجلی الیقین صـ۲۲)
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا محمد نہ کہو، بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو۔
سب سے بڑھ کر اہم، قابلِ توجہ، لائقِ اعتنا امر جس کے ایمان واعتقاد کی کلیاں کھل اٹھیں یہ ہے کہ قرآن شریف میں انبیاء کرام سے خطاب الٰہی کا تذکرہ ان حضرات کے ذاتی نام کے ساتھ آیا ہے۔ ملاحظہ ہو

یٰآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔
یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا ۔
یٰۤاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۔
یٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ ۔
یٰعِیْسٰۤى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ ۔
یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً ۔
یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ ۔
یٰیَحْیٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۔

دیکھئے ان سب حضرات انبیاء کو ان کا ذاتی نام لے کر ندا فرمائی گئی۔ لیکن اسی قرآن مجید میں جہاں سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کرنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یَا مُحَمَّد کہہ کر خطاب نہ فرمایا بلکہ طرح طرح کے اوصافِ جلیلہ والقابِ جمیلہ کے ساتھ اپنے امتیازی عظمت والے رسول کو مخاطب کیا۔ آیاتِ قرآنی ملاحظہ ہوں:-

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ

یعنی اے نبی ہم نے تم کو رسول کیا۔

يَآاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

اے (پیارے) رسول! جو تمہاری طرف اتارا گیا اس کی تبلیغ کرو۔

يَآاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ

اے کپڑا اوڑھے لپٹنے والے (پیارے) رات میں قیام کرو۔

يَآاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ

اے بالا پوش اوڑھنے والے (پیارے) کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ

اے یٰس یا اے سردار! مجھے حکمت والے قرآن کی قسم۔

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى

اے طٰہٰ یا اے پاکیزہ رہنما ہم نے تم پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

توجب سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مالک حقیقی رب العزۃ جل مجدہ نے اپنے چہیتے، یکتا، بے ہمتا بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں کہیں بھی یا محمد کہہ کر نہیں پکارا تو سرکار کے غلام امتیوں کو یہ حق کہاں سے مل گیا کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کریں۔

ندائے یا محمد کی ممانعت پر روشنی ڈالتے ہوئے اعلیٰحضرت

امام بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں :۔
علمائے تصریح فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی (یہ مقام) محل انصاف ہے۔
جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا مجال
کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے۔ بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا
کہ اگر یہ لفظ (یعنی یا محمد) کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی
رَبِّیْ۔ تاہم اس کی جگہ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ کہنا چاہیے
حالاں کہ الفاظِ دعا میں حَتَّی الْوُسْعِ تغیر نہیں کی جاتی كما
يدل عليه حديث نبيك الذي ارسلت
ورسولك الذي ارسلت۔
یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے
(تجلی الیقین ص ۲۳)

المعتمد المستند میں اعلیٰحضرت لکھتے ہیں۔

نص فقهاؤنا بمنع الولد من دعاء
والديه والمرأة من نداء زوجها بالاسماء
فرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم
احق۔ یعنی ہمارے فقہائے کرام نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے
کہ بیٹا اپنے ماں باپ کا نام لے کر نہ بلائے اور بیوی اپنے شوہر کا

نام لے کر نہ پکارے پھر تو سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے
زیادہ حقدار ہیں (کہ سرکار کو سرکار کا نام لے کر نہ پکارا جائے۔)
(معتمد مستند ص ۱۱۵)

مسئلہ زیر بحث کی اس قدر تفصیل کے بعد اب ہم نعت شریف کے
چند اشعار نشانِ ندا کے طور پر ذیل میں نقل کرتے ہیں جن میں ندائے یا محمد
کا استعمال ہوا۔ ملاحظہ ہو

ہم یقیناً بحرِ غم میں غرق ہیں یا دستگیر
یا محمد مصطفےٰ شاہِ دو عالم المدد

پرچمِ نور، کلامِ اجمل ص ۴۲

سنا ہے خاک کے پتلوں کی اس تماشا بستی میں
پکار اٹھتا ہے اکثر یا محمد کوئی دیوانہ

پرچمِ نور ص ۴۷

یا محمد پکارا جو منجدھار میں
خود ہی ساحل پہ موجوں نے پہنچا دیا

پرچمِ نور، کلام شمس الہ آبادی ص ۵۶

پھنس گیا جب بھنور میں سفینہ یا محمد جو ہم نے پکارا

صہبائے نور، کلام شمس الہ آباد، ص ۱۰

جو طوفان میں یا محمد پکارا

نغمۂ بیکل بلرام پور، ص ۱۷

انشائے نعت اقدس کا شرف حاصل کرنے سے قبل ان مشاہیرِ نعت گو
ر کا پہلا دینی و ایمانی فرض یہ تھا کہ وہ تعظیم سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ
علیہ وسلم کے کھلے عام حقوق کی معرفت حاصل کرتے تب لرزتے کانپتے سرکار
س کی شان میں نعتیہ کلام کا انشار کرتے اور اگر ان کو معرفت حاصل کرنے
ئی ذریعہ نہ ملتا تو کم از کم حضرت جلالۃ العلم حافظِ ملت مولانا شاہ
العزیز علیہ الرحمہ و حضرت مجاہدِ ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ و دیگر
ر علماءِ ہند کے استاذِ گرامی حضرت صدر الشریعہ مولانا شاہ امجد علی علیہ الرحمۃ
رضوان کی تصنیف کردہ بہارِ شریعت حصہ اوّل ہی کا مطالعہ کر لیتے جس
عظمتِ رسالت کے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔ عقائد اہل سنت کی
جلیل القدر کتاب نایاب نہیں ہر جگہ مل سکتی ہے۔ پھر حضرت صدر الشریعہ
علیہ الرحمہ نے تو یہ کتاب اسی لئے مرتب فرمائی کہ سنی مسلمان یہ کتاب پڑھیں اور
ہبِ اہل سنت کے مطابق اپنے دینی اسلامی عقائد درست رکھیں۔ لہٰذا
س کتاب کا مطالعہ صرف نعت گوئی سنوارنے ہی کے لئے نہیں بلکہ صحیح
یت حاصل کرنے کے لئے بھی ضروری ہے۔

حضرت صدر الشریعہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم
محبت پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

علامتِ محبت یہ ہے کہ شانِ اقدس میں جو الفاظ استعمال کئے
جائیں ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں کوئی ایسا لفظ جس میں کم تعظیمی کی بو
بھی ہو کبھی زبان پر نہ لائے۔ اگر حضور کو پکارے تو نام پاک کے ساتھ ندا

نہ کرے کہ یہ جائز نہیں بلکہ یوں کہے : یا نبیَ اللہ ، یا رسولَ اللہ ، یا حبیبَ اللہ
(بہار شریعت حصہ اول ص۲۱)

حضرات نعت گو شعراء ! آپ حضرات ٹھنڈے دل سے غور کریں، سوچیں اور ہرگز ہرگز تاؤ میں نہ آئیں ، بل نہ کھائیں کہ گفتگو بارگاہ رسالت کی عظمت پر چل رہی ہے۔ لہٰذا با ادب ہو کر ہمارے خیر خواہانہ کلمات سنیں ۔

آپ حضرات نے اپنے نعتیہ کلام میں ندائے "یا محمد" اور زیر بحث کلمات تصغیر کا استعمال کر کے حکمِ قرآن، تعلیم ائمۂ اسلام، تلقین فقہاء ، ارشاد علماء ، ہدایاتِ اعلیٰ حضرت و صدر الشریعہ سب کی ڈٹ کر مخالفت کی ہے نہیں بلکہ آپ کی طرف سے مخالفت ہو گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جہاں جہاں آپ بلبلِ باغِ رسالت بن کر اسٹیجوں پر چہکتے رہے وہاں آپ کا پالا جن عرفی علماء اور گھر یلو علاّمہ حضرات سے پڑا وہ خود عظمتِ رسالت کے حقوق سے ناواقف تھے وہ آپ کی نغمہ سرائی کی داد تو دیتے رہے لیکن نعت شریف کے خلافِ شرع کلمات سے انھوں نے آپ کو آگاہ نہیں کیا اس لئے آپ اندھیرے ہی میں رہ گئے۔ جو کچھ مخالفت آپ حضرات کی طرف سے ہوئی وہ اندھیرے میں رہ کر ہوئی ۔ قصداً جان بوجھ کر نہ ہوئی لیکن کیا جس نے زہر بے جانے بوجھے غلطی سے کھا لیا اس پر زہر اثر نہیں کرے گا ؟ اثر کرے گا اور اگر فوری علاج نہ کیا گیا تو کھانے والے کو موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ اب آپ حضراتِ اندھیرے سے نکل کر اجالے میں آیئے اور اپنی شدنی مخالفت سے بارگاہِ احدیت جل جلالہٗ و دربار

رسالت علیہ التحیۃ والثنا میں توبہ، استغفار، طلب شفاعت کرکے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی کیجئے اور آئندہ عظمت سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے بچئے اور جو حق تلفی زمانۂ ماضی میں علی الاعلان ہوچکی ہے اس کی تلافی کیجئے اس طرح کہ اپنے نعتیہ کلام میں سے خلافِ شریعت کلمات نکال کر انکی اصلاح کریں پھر ناشرین کو اسکی طباعت واشاعت کی اجازت دیں۔

جلسوں، محفلوں میں نعت شریف پڑھنے والے طلبہ اور دیگر حضرات کو حقوق تعظیم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی حفاظت کی خاطر تاکید کی جاتی ہے کہ وہ اس نعت کو پڑھنے، سنانے سے ضرور پرہیز کریں جس میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق کلماتِ تصغیر استعمال کئے گئے ہیں۔

یَا اَللّٰہُ جَلَّ شَانُکَ، یَا رَحْمٰنُ تَعَالٰی مَجْدُکَ، یَا رَحِیْمُ کَبُرَتْ عِزَّتُکَ۔ تو اپنی بارگاہِ کرم سے سنّی علماء، سنّی طلبہ، سنّی ادباء، سنّی شعراء اور سنّی عوام کو حقوقِ تعظیم رسول پہچاننے کی بصیرتِ ربانی، دانش نورانی وضیائے ایمانی عطا فرما۔ اور انھیں عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حق تلفی سے بچا۔ آمین

یَا اَللّٰہُ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ اٰخِرِ النَّبِیِّیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

* * *

مصنف کتاب ہٰذا ، بدر العلماء ، یادگار سلف ، افتخار اہلسنت ، مصنف سوانح اعلیٰحضرت ، حضرت علامہ مولانا مفتی بدر الدین احمد قادری برکاتی نوری ، رضوی خلیفہ حضور مفتیٔ اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ اپنی تدریسی و قلمی خدمات اور تصلب فی الدین میں علماء و عوام اہلسنت کے درمیان متعارف اور قابل قدر و احترام ہیں۔ آپ معتقدین و مریدین کے اصرار پر بغرض علاج و افادہ ابتداء رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ سنہ بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ اچانک ۸ رمضان المبارک ۱۴۱۲ھ سنہ موافق ۱۳ مارچ ۱۹۹۲ء سنہ شب شنبہ بعد نماز مغرب اوراد و وظائف اور تسبیح و تہلیل کا ورد کرتے ہوئے آپ کی روح مقدسہ قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ آپ کی نعش مبارک کو بذریعہ طیارہ ۸ رمضان المبارک کی صبح ۶ بجے گونڈہ تحفہ پڑھیا ضلع سدھارتھ نگر یوپی لے جایا گیا۔ جہاں سے آپ علم و روحانیت کا فیض بانٹا کرتے تھے۔ وہیں آپ نے سکونت بھی اختیار کر لی تھی۔ مدرسہ غوثیہ اہلسنت فیض العلوم پڑھیا جس کے آپ روح رواں تھے۔ اسی کے احاطہ میں آپ کا مزار پر انوار ہے جہاں سے عقیدت مند تا حشر فیض پاتے رہیں گے۔

خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کاروان تم پر

ملنے کے پتے

- مکتبہ اعلیٰحضرت مدرسہ اہلسنت قادریہ رضویہ رضانگر روڈ رفیع گنج اورنگ آباد
- فاروقیہ بک ڈپو ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶
- مکتبہ جام نور " " " "
- رضوی کتاب گھر، غیبی نگر بھیونڈی، ضلع تھانہ
- حق اکیڈمی، مبارک پور اعظم گڑھ - یوپی
- مکتبہ حبیبیہ، ۱۴۰ اتر سوئیا، الہ آباد - یوپی
- کتب خانہ قادریہ، اٹوا بازار، ضلع سدھارتھ نگر یوپی
- صوفی علاءالدین رضا بک ڈپو، سونڈی بکارو بہار
- اعجاز بک ڈپو ناخدا مسجد زکریا اسٹریٹ کلکتہ
- مکتبہ نوریہ لطیفیہ براؤں شریف ضلع سدھارتھ نگر - یوپی
- مکتبہ رضویہ نزد الجامعۃ الغوثیہ اترولہ ضلع بلرامپور "